

دینی مدارس کے امتیازات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

یہ تاریخ اسلام کی ایک آشکار حقیقت ہے کہ جب بھی دشمنان اسلام اور اعداء دین نے اسلامی تعلیمات کا چراغ گل کرنے اور رجال دین کی ہر طرح کی دینی سرگرمیوں پر قدغن لگانے کی ناپاک کوششیں کیں، اس چراغ کی ضیا پاشیوں اور صوفشیانیوں میں پہلے سے زیادہ بانگین پیدا ہوا اور علماء و مشائخ دین کی سرگرمیوں اور ان کے جوش عمل میں مزید ترقی ہوئی۔ اسلام کی تابناک تاریخ میں ایسے کئی ادوار گزرے ہیں جس میں اپنے وقت کے مقتدر اعداء اسلام اور دین دشمن طبقے، علماء دین کے دریے آزار ہوئے، انھیں اذیت ناک صعوبتوں میں ڈال کر اور طرح طرح کی تکلیفیں دے کر دینی سرگرمیوں سے دست کش اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے اپنی خدمات سے دستبردار کرانے کی مذموم کوششیں کی گئیں۔ لیکن ان پاکباز ہستیوں نے ہر ایسے دور میں دین کی سر بلندی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات کی ترویج کے لیے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر قربانیاں دیں۔ انھوں نے اپنی لازوال خدمات اور قربانیوں کی لو سے دین کا چراغ ظلم، استبداد اور وقت کے ہر مخالف ماحول میں روشن رکھا۔

برصغیر میں انگریزی استبداد کے دور میں بے پناہ صعوبتوں کے باوجود ہمارے اکابر نے دین کا چراغ روشن رکھ کر مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت اور دینی علوم کی ترویج کے لیے جس شان جرأت و استقلال کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں، وہ تاریخ کے اسی تسلسل کا ایک حصہ ہے۔ اس وقت کی استبدادی قوت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علماء اور مسلمانوں کا اپنے دین و مذہب پر ایمان و ایقان اور اس کے ساتھ مضبوط وابستگی تھی۔ اس کا تذکرہ کرنے کے لیے انگریزوں نے مختلف تدابیر اور حربے اختیار کیے۔ عام مسلمانوں اور بالخصوص ان کے مذہبی

پیشواؤں پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے گئے، انھیں قتل کیا گیا، پھانسیاں دی گئیں، پابند سلاسل کیا گیا۔ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ظلم و ستم اور قتل و غارت کا تشددانہ طریقہ واردت ناکام ثابت ہوا تو مسلمانوں کو سیاسی غلامی کے ساتھ ذہنی طور پر غلام بنانے کے لیے ایک نصاب تعلیم مرتب کر کے، ہندوستان کے اسکولوں اور کالجوں میں رائج کیا گیا تاکہ مسلمانوں کی نئی پود فکر و نظر اور مسلک و مشرب کے اعتبار سے غیر شعوری طور پر انگریز کے ہم خیال بن جائے، الغرض مسلمانوں کو ذہن اور تربیت کے اعتبار سے فرنگی بنانے کے لیے ہر طرح کے حربے استعمال کیے گئے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اکابرین اور علماء کرام نے ہر محاذ پر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ایسے دین شکن اور کٹھن حالات میں اسلام اور دین سے وابستگی کو قائم و برقرار رکھنے، دینی علوم اور دینی ذہنیت کی حفاظت کے لیے دارالعلوم دیوبند کا قیام گھپ اندھیرے میں روشنی کا مینار ثابت ہوا۔ انگریزی تسلط کے بعد دینی علوم و فنون کی حفاظت اور مسلمانوں کو انگریزوں کی ذہنی غلامی کے شکنجے سے باہر نکالنے کی جدوجہد سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند نے کی۔

دارالعلوم دیوبند میں مستحکم بنیادوں پر ایسا نصاب تعلیم وضع کیا گیا، جسے صحیح معنوں میں پڑھنے والا علم و فن کے تمام شعبوں پر پُر اعتماد تبحر کے ساتھ حاوی ہونے کی صلاحیت سے مالا مال ہو سکتا تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے بعد ایسی نہج پر دوسری بڑی درس گاہ مظاہر علوم سہارنپور کا قیام عمل میں آیا۔ رفتہ رفتہ برصغیر کے طول و عرض میں دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے چشمہ فیض سے اکتساب کرنے والوں کے قائم کردہ دینی مدارس اور جامعات کا ایک کھکشاں بنتا گیا۔ ہمارے اکابر کی طرف سے دینی مدارس کے قیام کے اس مبارک اقدام کا مسلمان معاشرے میں والہانہ استقبال کیا گیا۔ اپنے دین کی حفاظت اور اسلامی علوم و فنون کی تحصیل کا جذبہ رکھنے والے اندرون اور بیرون ملک سے جوق در جوق ان مدارس میں داخل ہونے لگے۔ ان مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والوں نے اکنافِ عالم میں پھیل کر علوم قرآن و سنت کی جو خدمات انجام دیں، حدیث، تفسیر اور فقہ کے سلسلے میں امت مسلمہ کو اپنی تصنیفات و تالیفات کے ذریعے جو شاندار سرمایہ دیا، موجودہ صدی میں پورے عالم اسلام میں اس کی نظیر موجود نہیں۔

ہمارے اکابرین کی ان خدمات کے نتیجے میں قرآن و سنت کی حفاظت کا ایسا مضبوط اور مستحکم نظام تعلیم قائم ہو گیا کہ مسلسل سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود، انگریز اس نظام تعلیم کے خدو خال، اپنی منشا کے مطابق تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ ان دینی مدارس کا نصاب تعلیم و ترتیب اپنی تمام تر خدو خال کے ساتھ موجود ہے اور انشاء اللہ تاقیامت موجود رہے گا۔ لیکن بڑی جگر کاوی کے بعد لا رڈ میکالے کی دماغی کاوشوں کے نتیجے میں مسلمانوں کو

اپنا ذہنی غلام بنانے کے لیے انگریزوں نے جو نصاب تعلیم وضع کیا تھا، وہ برصغیر کے اسکولوں، کالجوں اور عصری یونیورسٹیوں میں آج بھی اسلامیات اور دینیات کی معمولی پیوندکاری کے ساتھ رائج ہے۔ نتیجتاً وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے مذہب و عقیدہ کے لحاظ سے قابل رشک اور قابل تقلید باعمل مسلمان نہیں رہتے۔ انگریزی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں ان کا طرز فکر غلامانہ و محکومانہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔

ان عصری درسگاہوں کے مقابلہ میں ہمارے دینی مدارس کی نمایاں خصوصیات و امتیازات کے حامل ہیں۔

① خلوص اور دردمندی کے شر سے دلوں کی آگ، شعلہ بن کر ظاہر ہوتی ہے۔ دینی مدارس کے اساتذہ اور طلباء تقویٰ، للہیت، اخلاص اور ایثار کے جن جذبات سے سرشار ہو کر اپنے مستقبل کی تعمیر میں مصروف عمل رہتے ہیں اور دنیاوی جھمیلوں سے اپنا دامن بچا کر جس شوق اور جذبہ کے ساتھ علم دین حاصل کرتے ہیں، وہ اس گئے گزرے دور میں ایسی صفات سے وابستگی کی بنا پر قابل فخر نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ الغرض اخلاص اور ایثار ان مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ دین دشمن اور سیکولر طبقہ، دینی مدارس سے وابستہ رہنے والوں پر غربت اور کسپری کی پھبتیاں کتے ہوئے یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ دینی مدارس کی طرف زیادہ رجحان ان لوگوں کا ہوتا ہے، جو افلاس اور غربت کے سبب تعلیم کے اخراجات کا تحمل نہ کر سکنے کی وجہ سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے لائق نہیں رہتے۔ یہ سراسر جھوٹا الزام ہے، حقائق اور امرواقع کے بالکل برعکس ہے۔ کالج، اسکول اور یونیورسٹیوں کی طرح یہاں بھی غریب، امیر دونوں طرح کے طلبہ ہوتے ہیں، متمول اور ذی وجاہت خانوادوں سے تعلق رکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد یہاں بھی ہوتی ہے۔ وہ محض اخلاص اور دینی شوق و جذبہ کی بنیاد پر ان مدارس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ دینی مدارس کے اساتذہ کو بقدر کفایت تنخواہ دی جاتی ہے۔ ان کی قابلیت و لیاقت اور علمی وجاہت سے متاثر ہو کر ملک اور بیرون ملک کی عصری درسگاہیں بھاری تنخواہوں اور پرکشش مراعات اور سہولیات کے ساتھ، کوئی معقول عہدہ قبول کرنے کے لیے انھیں ترغیبات دیتی ہیں لیکن وہ اپنی موجودہ حالت پر قناعت کرتے اور اپنے موجود ہ منصب کو ذریعہ نجات باور کرتے ہوئے ان کی پرکشش ترغیبات کو جس شانِ استغناء کے ساتھ رد کر دیتے ہیں، یہ ان کے اخلاص اور ایثار کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

② دینی مدارس کے طلباء اور اساتذہ اپنے مقصد سے والہانہ شیفٹنگی رکھتے ہیں۔ وہ اپنے کام کی دھن میں مگن، دن رات طلب علم کی مشغولیتوں میں منہمک رہتے ہیں۔ اساتذہ اور طلباء دونوں کی دلچسپیاں پڑھنے اور پڑھانے تک محدود ہوتی ہیں۔ دینی مدارس کے علم پرور ماحول میں اپنی تعلیمی اور علمی سرگرمیوں سے عشق کی حد تک تعلق رکھنے والے

ان اساتذہ و طلباء نے اپنے آپ کو اس علم کے لیے وقف کیا ہوا ہے۔ دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں اور ساز و سامان کے باوجود ان کے لیے، اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتی، اس لیے تعلیم و تعلم کے ساتھ ان کی بے پناہ وابستگی کی راہ میں پیسوں کی کھنک اور دنیا کی کشش کبھی حائل نہیں ہو سکی۔ اس کی بڑی وجہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اخلاص کا وہ جذبہ ہے جس نے ان کو دنیا کی آلائشوں اور کشائش سے بے نیاز کر دیا ہے۔

کالجوں، یونیورسٹیوں اور عصری درس گاہوں میں یہ صفات جو ہر نایاب ہیں۔ یہاں کے ماحول میں اپنے علم و فن سے وہ وابستگی، وہ محنت و جدوجہد اور خلصانہ ذوق شوق کے وہ مظاہر قطعاً نظر نہیں آتے، جو ہمارے دینی مدارس میں دن رات کے علمی و تعلیمی معمولات کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ان عصری اداروں میں پڑھنے اور پڑھانے والوں کا اصل مقصد دنیاوی جاہ و حشمت اور حصول معاش ہوتا ہے، چنانچہ وہ اپنی تمام تر توجہات سند اور ڈگری کے حصول پر مرکوز رکھتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ملازمت اور معاش کے معقول مواقع ملنے کے امکانات روشن ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں صرف امتحانات کے زمانے میں محنت اور جدوجہد کی وقتی طور پر کچھ سرگرمیاں نظر آتی ہیں جو امتحانات کے اختتام کے ساتھ ہی ماند پڑ جاتی ہیں۔

③ دینی مدارس کے استاذ اور شاگرد ایک دوسرے کے لیے عظمت و احترام اور محبت و یگانگت کے مہین جذبات سے سرشار ہوتے ہیں۔ اساتذہ اپنے شاگردوں کے ساتھ پدرانہ شفقت سے پیش آتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت پر دن رات اپنی توجہات مرکوز کیے رکھتے ہیں۔ طلباء اپنے اساتذہ کے سامنے جس قدر تواضع اور ادب و احترام کے ساتھ زانوئے تلمذ تہہ کرتے اور ان کی فرمانبرداری و تابعداری کے لیے جس طرح ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے درودیوار کو ایسے بے لوث جذبات کی جھلکیاں دیکھنا نصیب نہیں ہوئی ہوں گی۔ یہ دینی مدارس کی عظیم خصوصیت ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء اپنے اساتذہ کے ساتھ جس ہنک آمیز سلوک سے پیش آتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ اپنے اساتذہ پر ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ وہاں احتجاجی جلسے جلوس اور اسٹرائیکس ہوتی ہیں۔ کبھی حالات اس قدر ناگفتہ بہ بن جاتے ہیں کہ فوج اور ریجنر تک کو مداخلت کرنی پڑتی ہے۔ ہمارے دینی مدارس میں الحمد للہ اس طرح کے افسوسناک واقعات کبھی پیش نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں اساتذہ اور طلباء کے درمیان محبت اور شفقت کا بے لوث رشتہ استوار ہے۔

④ دین کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کو عقیدہ اور نظریہ کے لحاظ سے کمزور اور گمراہ کرنے کے لیے انفرادی یا اجتماعی سطح پر جس قدر فتنے اٹھے، ان کی سرکوبی کے لیے دینی مدارس کے علماء ہی سب سے پہلے میدان میں اترے۔

ہر زمانہ میں ہر باطل فتنہ کے سامنے سینہ سپر ہو کر، ان مدارس نے ڈٹ کر ایسا جرأت مندانہ اور مجاہدانہ مقابلہ کیا کہ انہیں دیواروں سے لگا دیا۔ ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے نکلنے والوں میں کبھی کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تربیت یافتہ شامل نہیں ہوتے الا ماشاء اللہ دین کی حفاظت اور باطل سے مبارزت اور لادینیت کے علمبرداروں کو شکست دینے کا فریضہ ہمیشہ ان ہی علماء نے سرانجام دیا۔

۵ برصغیر ہند کو انگریز کے استبدادی قبضہ سے آزاد کرانے اور مسلمانوں کی گردن سے غلامی اور محکومی کا طوق اتارنے کے لیے سب سے پہلی صداء علماء دیوبند نے بلندی۔ آزادی اور حریت کے حصول کے لیے ان علماء ربانین نے جو قربانیاں دیں، وہ ہماری تاریخ حریت کا ایک نمایاں عنوان ہے۔ شامی کا میدان آج تک اس دور کی قربانیوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جس میں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی، مولانا رشید احمد گنگوہی، اور مولانا قاسم نانوتوی رحمہم اللہ تلواروں اور نیزوں سے مسلح ہو کر انگریز کے خلاف آمدہ جنگ و پیکار ہوئے۔ گھسان کارن پڑا، کئی علماء بے جگری سے لڑ کر خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ دوسری طرف علماء صادق پور نے پٹنہ اور صوبہ بہار کے اندر انگریز کے خلاف مسلح جدوجہد کی ولولہ انگیز داستانیں رقم کیں۔ الغرض آزادی کی جنگ میں ان علماء نے بے شمار قربانیاں دیں، قتل کیے گئے، پھانسی گھاٹ پر چڑھائے گئے، پابند سلاسل کر دیئے گئے اور کالے پانی کی قید کی سزائیں بھگتیں۔ دارالعلوم دیوبند کے شیوخ حدیث، شیخ الہند مولانا محمود حسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد، مولانا عزیز گل، مولانا عبدالوحید اور حکیم نصرت حسین طویل عرصہ تک مالٹا کی جیل میں قید و بند کی اذیت ناک تکلیفوں میں مبتلا کیے گئے۔ بہت سے علماء کو خزیری کھال میں لپیٹ کر زندہ درگور کر دیا گیا۔ دین کی حفاظت اور مملکت کی نزیت کے لیے یہ ساری قربانیاں انہیں علماء دیوبند نے دیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ان کے جانشین اور حقیقی وارثین اب بھی ایسے حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے اپنی ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں اور ان شاء اللہ تیار رہیں گے۔

اللہ جل شانہ دین کے محافظان مدارس کی حفاظت فرمائے، ان کو فتنوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے اور ان کے منتظمین اور معاونین کو خلوص و استقامت کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ وصحبہ أجمعین